امّتوں کے زوال کے اسباب

The Causes of the Downfall of the Nations

Hafiz Mukhtar Hussain Jafri

Abstract:

It is a universal law that nothing experiences rise or downfall without having any significant causes behind it. There is no exception in this law and it applies upon all the nations. In spite of having tremendous natural resources, the downfall of the Muslim nation has certain causes behind it. If it endeavors to find the causes of its downfall and to eradicate them, one can hope that Muslims can regain their lost glory and rise again. An attempt has been made in this article to find out the causes of the Muslim nation's downfall which include some religious, collective and economic factors.

Key words: *Ummat (nation/community), Muslim, Causes, Downfall.*

خلاصہ

یہ ایک آفاقی قانون ہے کہ قومیں بغیر اسباب کے عروج و زوال نہیں پاتیں۔ یہ اصول تمام اقوام پر لاگو ہے جس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔امت اسلامیہ کہ جو اتنے وسائل اور نیچرل منابع کی مالک ہونے کے باوجود زوال کا شکار ہے تو اس کے بھی چند اسباب ہیں۔ اگر ان اسباب کو تلاش کر لیا جائے اور انہیں رفع کرنے کی کوشش کر لی جائے تو ہم پھر سے معراج کمال پا سکتے ہیں۔ اس مقالے میں تا حد امکان کوشش کی گئی ہے کہ ملتوں کے زوال بالخصوص امت اسلامیہ کے زوال کے اسباب پر تحقیق اور جستجو کی جائے اور بتایا جائے کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے امت محمدیہ نے اپنے عروج سے زوال اور انحطاط کی طرف سفر کیا ہے۔

کلیدی کلمات: امت، مسلمان، اسباب، زوال۔

تعارف

یہ اس دنیا کی زندگی کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو ملت اپنے نصب العین اور مقصد زندگی کو پس پشت ڈال دیتی ہے، اس کے تقاضوں اور ضروریات کے مطابق طرز عمل اختیار نہیں کرتی اور ان کے حصول کے لئے مسلسل ایثار و

قربانی اور جد وجہد کرنے کے لئے کمر بستہ نہیں رہتی ،اس کا صفحہ ہستی سے مٹ جانا اسی طرح یقینی ہوتا ہے جس طرح تیل ختم ہو جانے کے بعد چراغ کا گل ہو جانا یقینی ہوتا ہے۔ کائنات میں کوئی بھی حادثہ بغیر کسی محدث کے وجود میں نہیں آسکتا، کوئی بھی معلول بغیر علت کے اپنا سفر حیات شروع نہیں کر سکتا، اسی طرح امتوں کا عروج و زوال بھی بعض عوامل کی بنا پر ہی پیش آتا ہے۔

دنیا کی ہر ملت کا عروج و زوال اسباب و علل کا مرہون منّت ہے۔ خدا کے نزدیک کوئی بھی ملت حسب و نسب کی بنا پر باعظمت نہیں بنتی، بلکہ اس کے اعمال اس کو بلندیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی صورت حال کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں کہ یہ ملت بھی کبھی تاریخ میں باعظمت رہی ہوگی، لیکن تاریخی کتابوں کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلمان بھی باعظمت اور صاحب عروج رہے ہیں۔ ان کی عظمت کا پرچم ایک طرف اسپین میں تو دوسری طرف ہندوستان کی سرحدوں کو عبور کرتے ہوئے سنکیانگ چین کی فضاؤں میں لہرا رہا تھا۔

مختلف دانشوروں اور محققین کی آراء کے پیش نظر آج مسلمانوں کا یہ عالم ہے کہ ان کے لئے دنیا میں کوئی جگہ بھی محفوظ نہیں، کسی بھی سطح پر چاہے وہ تعلیم ہو یا تہذیب، مذہب ہو یا سیاست، اقتصاد ہو یا ہنر ان کا مستقبل تاب ناک نہیں۔ آخر اتنی بڑی تبدیلی کیوں کر واقع ہو گئی؟ کیوں مسلمان ترقی و ہنر کی بلندیوں سے گر کر پسماندگی کے ایسے گڑھوں میں گر گئے جہاں سے ان کا نکلنا دشوار تر ثابت ہو رہا ہے؟ ان کے پاس بہترین افرادی قوت، حکومتیں اور وسائل ہونے کے باوجود ان کے مسائل میں روز بروز کیوں اضافہ ہو رہا ہے؟ یہ غور و فکر کا مقام ہے۔ آج اگر ملت اسلامیہ نے اپنے زوال و انحطاط کے اسباب کو تلاش کرنے کی کوشش نہ کی اور مستقبل کا کوئی لائحہ عمل طے نہ کیا تو پھر آنے والی نہ جانے کتنی صدیاں دنیا کے مسلمانوں کے لیے اور زیادہ تاریک ثابت ہو سکتی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جو ملتیں ماضی کے واقعات سے سبق نہیں لیتیں وہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کا نشان بن جاتی ہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا بحث کے پیش نظر ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے زوال کے اسباب کی جانچ پڑتال کی جائے تاکہ ان کو اس انحطاط اور تنزل سے نکالا جا سکے۔

اُمّت کی تعریف

لغت میں امت ایک ایسا لفظ ہے کہ جو مختلف اور وسیع معانی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے گروہ، جماعت، پیرو اور تابع؛[1] لوگوں کا ایک گروہ، جماعت، کسی پیغمبر کے پیروکار اور اس کی جمع اُمم ہے۔[2] اور اصطلاح میں امت سے مراد جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ انسان ہیں کہ جو ایک دوسرے کے ساتھ دینی تعلق رکھتے ہیں۔(2:2,213)،(3:110)اور احادیث میں بھی اس سے مراد وہ جماعت ہے کہ جو ایک پیامبر کی پیروی

کرتے ہوں اور امم سے مراد ماضی کی وہ اقوام اور ملتیں ہیں کہ جن کی ہدایت کے لئے اللہ تعالی نے کسی رسول کو مبعوث کیا ہو۔[3] قرآن مجید میں یہ لفظ 65 بار جمع اور مفرد کی صورت میں آیا ہے۔

امّتوں کے زوال کے اسباب

ملل اور اقوام کے زوال کے اسباب مختلف ہو سکتے ہیں اور درج ذیل سطور میں ان کے زوال کے چند اسباب کو بیان کیا گیا ہے۔

1. دینی اسباب (Religious Causes)

i. اسلامی قوانین کا عدم نفاذ

خداوند عالم نے اپنے خاص فضل و کرم سے دنیائے انسانیت کو انسان کے اپنے قائم کردہ اصول و ضوابط سے نجات دلا کر ایک ایسا ہمہ گیر اور عالمگیر نظام حیات عطا فرمایا کہ جس پر عمل کرنے سے انسان دنیا اور آخرت میں کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔ ذرا ہم اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ ہم نے خدائے بزرگ و برتر کے دین کے ساتھ کیا کیا ظلم کیا ہے اور بندوں کے بنائے ہوئے نظام کی کن کن باتوں کو دین مبین اسلام میں شامل کر لیا ہے۔
1۔ نظام حکومت 2۔ نظام معاشرت 3۔ نظام تعلیم 4۔ نظام معیشت 5۔ عدالتی نظام 6۔ جرائم کی سزا و جزا کا قانون 7۔ امن عامہ (پولیس) کا نظام ۔8۔ کاروباری و دفاتری نظام ۔9۔ نظامِ بنکاری 10۔ عسکری و دفاعی نظام 11۔ خارجہ پالیسی۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا: اسلام کو الٹے لباس کی طرح پہن لیا گیا ہے۔

ii. قرآن و اہل بیتؑ سے جدائی

رسول اللہ ﷺ نے فلاح و بہبود اور دنیوی و اخروی کامیابی کا ایک نسخہ مسلمانوں کے گوش گزار کیا تھا کہ جسے انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی آنکھ بند ہوتے ہی بھلا دیا اور حسبنا کتاب للہ کا نعرہ لگا کر قرآن اور اہل بیت میں جدائی کا راستہ اپنا لیا۔ یہیں سے اسلام کے زوال کا دور شروع ہوا اور اس وقت سے لے کر آج تک مسلمان ذلیل سے ذلیل تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر مسلمان اس نسخہ کیمیا حدیث ثقلین "انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتی ما ان تمسكتم بهما لن تضلوا ابدا: كتاب الله فيه الهدى والنور حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتی اهل بيتی وان اللطيف الخبير قد اخبرنی انهما لن يفترقا حتى يردا علی الحوض وانظروا كيف تخلفونی فيهما"[4] کو اپنا لیں تو وہ ہر گمراہی اور ضلالت، پسماندگی اور عقب ماندگی کی دلدل سے باہر نکل سکتے ہیں ورنہ زوال کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گریں گے کہ ان کا پرسان حال نہیں ہوگا۔

iii.　دین وسیاست کی جدائی

بعض مغربی مفکرین کی یہ کوشش رہی ہے کہ دین کو انسان اور انسانیت کے لئے زہر قاتل جلوہ دیں۔ اسی لئے دین کو افیون اور عقل زائل کرنے والے نشے سے تعبیر کرتے رہے ہیں، جبکہ یہ سراسر ناانصافی اور غلط بیانی ہے۔ کیونکہ دین نہ غلامی اور جمود فکری کا نام ہے اور نہ ہی غیر منطقی حرکتوں کا، دین نہ ہی جہل و نادانی کے مجموعے کا نام ہے اور نہ یہ کوئی سلانے والی دوائی ہے جسے وہ افیون قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ دین وہ واحد شئی ہے جو انسان کی زندگی کو تہذیب کے ڈھانچے میں ڈھال کر کمال کی طرف لے جاتی ہے۔ دین ہی کسی کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے؛ اس کے علاوہ جو بھی رہنمائی کے دعویدار ہیں سب کے سب راہزن ہیں۔ لہٰذا جب سے لوگوں نے دین کو زمان و مکان کی زندان میں مقید کر دیا ہے انسانیت کے یوم الحزن کا آغاز ہو گیا ہے۔ یہی بات علامہ اقبالؒ نے کہی تھی:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو　　　جُدا ہو دِیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

قائد اعظم نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اسلام میں مذہب اور سیاست الگ الگ نہیں بلکہ سیاست مذہب کے تابع ہے۔

iv.　شہوت رانی اور اخلاقی گراوٹ

کسی ملت کے اندر اگر شہوت رانی اور اخلاقی گروٹ پائی گئی تو اس کا زوال یقینی ہے۔ سپین کی حکومت کا خاتمہ کیسے ہوا؟! اسپین میں مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی، لیکن جب ان کے اندر تفرقہ اور اخلاقی گراوٹ کا مرض پیدا ہوا تو آہستہ آہستہ ان کی حکومت جاتی رہی۔ ذرا سوچیئے! جس ملک میں مسلمانوں کا طوطی بولتا تھا آج اسی اسپین میں مسلمان خوف وہراس کی زندگی گزار رہا ہے؟!

v.　حقیقی جہاد کا فقدان

جہاد کا ترک کرنا بھی قوموں کے زوال کا ایک اہم سبب ہے نہج البلاغہ میں متعدد مقامات پر مولا علیؑ نے مسلمانوں کی سرزنش صرف اس بات پر کی کہ تم نے جہاد جیسے عظیم فریضہ کو ترک کر دیا ہے جس کے چند نمونے یہاں بطور شاہد پیش کئے جاتے ہیں:

"فمن ترکه رغبة عنه البسه الله ثوب الذ ل و شمله البلاء" [5] یعنی: جو بھی جہاد سے اعراض کرتے ہوئے اسے ترک کرے گا خدا اسے ذلت کا لباس پہنائے گا اور اس کو مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔: "میں نے اس قوم کو اعلانیہ اور مخفی طور پر دعوت دی مگر انہوں نے سستی و کاہلی کا مظاہرہ کیا جس کے نتیجے میں دشمن ان کی زمینوں پر قابض ہوتا گیا "

ان تعبیرات سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولا علیؑ کی نگاہ میں ترک جہاد کتنا بڑا جرم ہے۔ یہ اسلام کا مقدس فریضہ ، ملت کے جاہل ،کج فہم لوگوں اور نام نہاد علماء کی وجہ سے غلط سمت اختیار کرتے ہوئے دہشتگردی کی شکل اختیار کر گیا۔

vi. دین حق سے ناواقفیت اور جہالت

جہالت کا نتیجہ فرعونیت ہے، جس کے سبب ملتا پنے سنہرے ماضی سے منہ موڑ لیتی ہے، اسی جہالت کے سبب حکمران بے ایمان ہو جاتے ہیں اور اقوام ان کے خلاف قیام کرنے کے بجائے خود بھی بے ایمانی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

جہالت کی وجہ سے معاشرتی فساد اور نفسیاتی امراض کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ حکام عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں اور علماء اور فقہاء ان کے درباروں کی زینت بن جاتے ہیں۔ تو اس وقت پھر ہمارے ادبار اور شقاوت کو نہ ہماری حکومت روک سکتی ہے اور نہ ہی عسکری قوت۔ رسوائی و ذلت کے اس بحر متلاطم کے تھپیڑوں سے نہ علماء و مشائخ بچ سکتے ہیں اور نہ عمال اور زہاد۔ آج جتنی رسوائی مسلمان اُٹھا رہے ہیں شاید ہی کوئی اور ملت اس درجہ مغضوب و مقہور ہوئی ہو۔ وتلك الایام نداولھابین الناس۔ [6]

vii. اختلاف اور انتشار امت

قرآن نے شدت سے مسلمانوں کو تفرقہ اور اختلاف سے منع کیا ہے اور اس کے شوم اور نحس اثرات کی طرف انسان کی توجہ دلائی کیا ہے: " وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ " (8:46) یعنی: اللہ و رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ گویا اگر آپس میں نزاع کیا تو اس کا نقصان یہ ہو گا کہ تم ہر میدان میں مغلوب ہوتے نظر آؤ گے۔ مولا علیؑ نے بھی اپنے اصحاب کو اسی اہم نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے: " واللہ لاظن۔۔۔ منکم باجتماعھم علی باطلھم وتفرقکم عن حقکم" [7] یعنی: خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ عنقریب ہی یہ حکومت تم سے چھین لی جائے گی اس لئے کہ باطل پرست اپنے باطل پر متحد ہیں، لیکن تم لوگ حق پر بھی متحد نہیں ہو"۔امام علیؑ کے اس کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تفرقہ واختلاف کا نقصان کفر وایمان کی سرحدوں سے ماوراء ہے۔

2. سیاسی اسباب (Political Cuses)

i. ظالم حکمران

یہ ایک اٹل اصول ہے کہ جب تک ملتیں قیام عدل میں مساعی اور جدوجہد کرنے والی ہوتی ہیں تو فتح وکامرانی اور نصرت الٰہی ان کے قدم چومتی ہے؛ لیکن جب قیام عدل کے بجائے ظلم اور ترویج جو روستم ان کا شعار بن جاتا ہے

تو پھر قانون فطرت حرکت میں آتا ہے اور ان کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیتا ہے۔ جس کی طرف امیر المؤمنین علی علیہ السلام اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "الظلم یزل القدم ویسلب النعم ویھلك الامم"[8] ظلم ظالم کو متزلزل، نعمتوں کو سلب اور امتوں کو ہلاک کر دیتا ہے"۔قرآن کا صاف اعلان ہے: " وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ "(28:59) ترجمہ: "ہم کسی بستی کو تباہ کرنے والے نہیں ہیں مگر یہ کہ اس کے رہنے والے ظالم ہوں۔" گویا قرآن کی نگاہ میں بھی قوموں کی ہلاکت کا اہم سبب ظلم ہے اور ظلم کے ذریعے حاصل ہونے والی کسی بھی حکمرانی میں دوام نہیں ہوتا۔ اسی لئے مولائے کائنات فرماتے ہیں: " اگر مجھے ہفت اقلیم کی حکومت صرف اس بات پر دی جائے کہ میں چیونٹی کے منہ سے دانہ چھین لوں تو میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا"۔[9]

ii. قومی سطح پر خیانت

انسان کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ وہ اللہ کا امین ہے۔ "إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۔۔۔۔(33:7) ترجمہ: "بیشک ہم نے (اِطاعت کی) امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس (بوجھ) کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا، بیشک وہ (اپنی جان پر) بڑی زیادتی کرنے والا (ادائیگیٔ امانت میں کوتاہی کے انجام سے) بڑا بے خبر و نادان ہے۔"

قرآن کریم نے امانت قبول کرنے کو ایک مثبت صفت کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس کے برعکس خیانت ایک بری صفت ہے۔ خیانت کا اثر صرف انسان کے اخلاق پر نہیں پڑتا بلکہ پورے معاشرہ پر پڑتا ہے۔ حضرت علیؑ اپنے اصحاب کے بارے میں فرماتے ہیں: "بدا رئھم الامانۃالی صاحبھم وخیانتکم"[10] یعنی: " یہ اپنے مالک کی امانت اس کے حوالے کر دیتے ہیں اور تم خیانت کرتے ہو۔"

حضرت علی علیہ السلام بعض لوگوں کی خیانت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں: "فلوائتمنت احدکم علی قعب لخشیتُ ان تذھب بعلاقتہ "[11] یعنی: "اگر میں تم میں سے کسی کو ایک لکڑی کے پیالہ کا بھی امین بناؤں تو ڈر ہے کہ کہیں وہ اسے بھی لے کر بھاگ نہ جائے۔" جس قوم کی خیانت اس حد تک پہنچ جائے تو اس کا زوال یقینی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ایک فرد کی خیانت پوری قوم پر اثر انداز ہوتی ہے جس کی واضح مثال اشعث ابن قیس ہے جس نے اپنی قوم کے ساتھ خیانت کی اور قلعہ کا دروازہ کھول کر پوری قوم کو دشمن فوج کے حوالے کر دیا اسی بناء پر اس کا لقب عرف النار پڑ گیا اور اگر اسلامی ممالک کے حاکم ہی خائن ہوں تو مسلمان کہاں پناہ لیں؟!

3. تقسیم کرو اور حکومت کرو (Divide and Role)

"تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی پالیسی کسی تعریف کی محتاج نہیں ہے اور اسی کو مدّ نظر رکھ کر دشمن ہمیشہ ضعیف اقوام کو اپنے تسلط میں رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن جب تک کوئی ملت اتحاد کی نعمت سے مالا مال ہے کوئی دشمن اس پر مسلط نہیں ہو سکتا، لہٰذا دشمن اولین کوشش یہی کرتا ہے کہ تفرقہ ایجاد کیا جائے، آپس میں لڑائے اور معاشرے یا ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے تاکہ لقمہ نگلنے میں آسانی ہو۔ آپ آج کے دور کا مطالعہ کریں تو تفرقے کے نقصانات واضح ہو جائیں۔

4. اجتماعی اسباب (Social Causes)

i. ذہنی غلامی

اگر کوئی قوم بندگی کا طوق اپنے گلے کی زینت بنا دے تو زوال اس ملت کا مقدر ہے۔ ایک زمانے تک تو یہ اپنی غلامی کا احساس تو کرتی ہے پھر یہ اپنی غلامی کو بھی آزادی سمجھنے لگتی ہے اور پھر آزادی کی کوشش ہی نہیں کرتی۔ اسی بے حسی کی وجہ سے آپ دیکھتے ہیں کہ مختلف اقوام میں جب آزادی کی تحریکیں اٹھتی ہیں کچھ بے حس و بے ضمیر افراد لوگوں کو آزادی کی بجائے غلامی کا درس دیتے ہیں اور اگر کہیں سے خواب غفلت سے بیداری کی کوئی آواز اُٹھتی ہے تو اسے تھپکیاں دیکر سلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

غلامی ایک ایسی مصیبت ہے کہ جو کسی ملت پر آتی ہے تو اس سے سب کچھ چھین لیتی ہے۔ وہ اپنی حیثیت، خودی، مقام، ملک، آئین اور ثقافت حتیٰ کہ دین تک سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ پھر دین فروشی بھی اس کے لئے ایک آسان عمل ہو جاتا ہے اور کبھی تو ایسی قوم بد بختی کی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ جہاں وہ اپنے دین جیسی قیمتی ترین متاع کو ایک روٹی کی خاطر بھی بیچ ڈالتی ہے۔ جیساکہ امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں: "ولا تکُن عبدَ غَیرِكَ وقد جَعَلَكَ اللهُ حُرًّا، یعنی : "کسی کا غلام نہ بن اللہ تعالی نے تمھیں آزاد پیدا کیا ہے"۔[12]

ii. زمانے کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا

عام طور پر ملتیں تب برباد ہوتی ہیں جب ان میں جدید تقاضے پورا کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی ہے، ایسی ملت فطرت کے اصولوں سے انحراف کرنا شروع کردیتی ہے اور زمانے کے سامنے کمزور ہو جاتی ہے پھر گردش زمانہ یا تو ان کا خاتمہ کر دیتی ہے یا پھر وہ ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں جاپڑتی ہے اور یہی صورت حال آج امت مسلمہ کی ہے۔

اختلاف اور تعصّباب

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جن اقوام و ملل کا شیرازہ بکھر جاتا ہے وہ کبھی بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتیں آج زوال پذیر اقوام خصوصاً مسلم امہ جس زبوں حالی کا شکار رہے اور مختلف نسلی، قومی، علاقائی اور لسانی اختلافات کا شکار ہے اور وحدت وہمبستگی سے دور ہے اور جہاں ہر کوئی اپنی نسل، اپنی ملت، اپنا علاقے اور اپنی زبان کی بات کرتا پھر رہاہے وہاں قوم کا زوال اور انحطاط یقینی ہو چکا ہے۔ لیکن کسی کو بھی اس کی سمجھ نہیں آرہی اور کوئی بھی تاریخ سے عبرت نہیں لے رہا۔ کاش کوئی اس حقیقت کو سمجھ جاتا لیکن افسوس کے ساتھ اکثریت اس حقیقت سے غافل ہے۔

5. اقتصادی اسباب (Economical Causes)

i. معاشی عدم توازن

جب کوئی قوم معاشی عدم توازن کا شکار ہوتی ہے تو اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے، اس وقت ایک ایسا طبقہ پیدا ہو جاتا ہے جو اسے اپنی معاشی غلامی میں جکڑ لیتا ہے پھر اس ملت کی مثال چوپایوں جیسی ہو جاتی ہے جسے ہانکا جاتا ہے.برتا جاتا ہے اور مار دیا جاتا ہے، ایسے لوگ صرف ٹشو پیپر کی طرح استعمال کی چیز بن جاتے ہیں۔ ایسی ملت میں ہمدردی کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور وہ صرف مادہ پرست ہو جاتی ہے اور یہ مادہ پرستی اس میں فحاشی اور اخلاقی پستی کو جنم دیتی ہیں۔ ایسی ملت جس میں اخلاقی پستی آجائے وہ تیزی سے زوال کی طرف جاتی ہے۔

ii. فقر اور تنگدستی

فقر اور تنگدستی ایک ایسی مصیبت ہے کہ جو کفر اور شرک کی حد تک انسان کو پہنچا دیتی ہے اور انسان بے غیرت تک بننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے امیر المؤمنین علیؑ نے نہج البلاغہ میں فرمایا: "الفقر الموت الاکبر؛ یعنی: "فقر، ایک بڑی موت ہے۔"[13] اور آج کے مسلم معاشرے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ چند ممالک سے ہٹ کر باقی سارے ملکوں پر غربت کے سائے چھائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا مسلم دنیا کو ہنگامی طور پر ان معاشی مسائل سے نپٹنا چاہیے۔

نتیجہ

زوال کے اسباب کا اثر حتمی ہے کیوں کہ اسباب علت اور زوال معلول ہے اور علت کی موجودگی سے معلول کا وجود یقینی ہوتا ہے۔ ان اسباب کے اثرات کسی خاص قوم سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ جس قوم میں بھی یہ اسباب پائے جائیں اس قوم کا زوال یقینی ہے چاہے وہ قوم یہودی ہو یا عیسائی یا کوئی اور قوم ہو۔ امت مسلمہ کے زوال کے

اسباب اسلام کے قوانین کا عدم نفاذ، دین اور سیاست کی جدائی، مذہبی تعصب، ظالم حکمران، فقر و افلاس، ذہنی غلامی اور زمانے کے تقاضوں سے عدم آگاہی ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ مولوی، فیروز الدین،*فیروز اللغات اردو جامع* (لاہور: فیروز، ندارد)121۔

2۔ حسن عمید،*فرہنگ عمید* (تہران: مؤسسہ، انتشارات امیر کبیر، ندارد)232۔

3۔ عبد المجید، ترکی،*اجماع امت مؤمنان*، از جوہر عقیدتی تا واقعیت تاریخی ج1، (تہران: تحقیقات اسلامی، 1368ش) 30۔

4۔ محمد بن عیسیٰ، ترمذی الجامع الصحیح وھو سنن الترمذی (قاہرہ۔ مصر، دار الحدیث، 1419)663، 328۔

5۔ سید محمد رضی، نہج البلاغہ، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، خطبہ 2 (گولہ گنج لکھنؤ: تنظیم المکاتب، 2005ء) ندارد۔

6۔ عبد الرشید طلحہ، نعمانی، قوموں کے عروج و زوال کی کہانی ابو الکلام آزاد کی زبانی، (ڈیلی ہنٹDailyhunt، آئن لائن: 28 دسمبر 2019) ویب سایٹ کا آڈریس:

https://m.dailyhunt.in/news/india/urdu/star+news+today+urdu-epaper-strnwsur/-newsid-75325393

7۔ سید محمد رضی،*نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، خطبہ 2 (گولہ گنج لکھنؤ: تنظیم المکاتب، 2005ء)۔

8۔ الشیخ محمد، المحمدی الری شہری،*میزان الحکمہ*، ج5 (قم: سازمان چاپ و نشر دار الحدیث، 1386ش)5۔

9۔ سید محمد رضی،*نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، خطبہ 2 (گولہ گنج لکھنؤ: تنظیم المکاتب، 2005ء)۔

10۔ سید محمد، رضی،*نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، خطبہ 25۔

11۔ سید محمد، رضی،*نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، خطبہ 35۔

12۔ سید محمد، رضی،*نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، مکتوب 31۔

13 ۔ سید محمد، رضی،*نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، حکمت 163۔

کتابیات

1) فیروز الدین، مولوی،*فیروز اللغات اردو جامع*، لاہور، فیروز، ندارد۔

2) عمید، حسن،*فرہنگ عمید*، تہران، مؤسسہ، انتشارات امیر کبیر، ندارد۔

3) ترکی، عبد المجید،*اجماع امت مؤمنان*، از جوہر عقیدتی تا واقعیت تاریخی تہران، تحقیقات اسلامی، 1368ش۔

4) محمد بن عیسیٰ، *ترمذی الجامع الصحیح وھو سنن الترمذی*، قاہرہ، دار الحدیث، 1419۔

5) رضی، سید محمد، *نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، گولہ گنج لکھنؤ، تنظیم المکاتب، 2005ء۔

6) المحمدی الری شہری، الشیخ محمد، *میزان الحکمہ*، ج5، قم، سازمان چاپ ونشر دار الحدیث، 1386ش۔

7) عبد الرشید طلحہ، نعمانی، قوموں کے عروج و زوال کی کہانی ابو الکلام آزاد کی زبانی، (ڈیلی ہنٹ Dailyhunt، آئن لائن: 28 دسمبر 2019) ویب سایٹ کا آڈریس:

https://m.dailyhunt.in/news/india/urdu/star+news+today+urdu-epaper-strnwsur/-newsid-75325393